۱۱۹۸

معصومین (ع) کا تعارف

معصوم اوّل

حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Ansariyan Publications
P.O.B 37185/187 QUM
Islamic RePublic Of Iran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

اِس میں کوئی شک نہیں کہ چہاردہ معصوم کی سیرت و زندگی ہمارے لئے نمونہ عمل ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر طبقہ کیلئے سیرت معصومین سے متعلق مفید اور مناسب کتابیں لکھی جائیں۔ زیر نظر کتاب نوجوانوں اور جوانوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود ہمارے نوجوانوں اور جوانوں کو سیرت معصومین سے آشنا کرنے کیلئے مفید ثابت ہوگی آخر میں ہم حجج اسلام جناب سید مہدی آیت اللہی (ایرانی) جناب محمد افضل حیدری "پاکستانی" جناب نثار احمد (ھندی) اور جناب علی حیدر قاضی (ھندی) کے شکر گزار ہیں۔ کہ انہوں نے اس کتاب کی تالیف و ترجمہ میں ہمارے ساتھ مخلصانہ تعاون کیا۔ خداوند متعال اُن کی توفیقات میں اضافہ اور انکو سعادت دارین سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔

ناشر

پیارے بچو اور عزیز نوجوانو!

چونکہ ہمیں با اخلاق بننے اور بنانے کے لئے کسی بہترین اخلاقی نمونہ شخصیت کی ضرورت ہے اور بہترین نمونے مذہبی پیشوا اور آئمہ معصومینؑ ہیں آپ کی آشنائی کے لئے ہم نے ان کی اخلاقی زندگی کی تحقیق کی ہے اور جہاں تک ممکن ہوسکا ہے سادہ و سلیس زبان میں اسے پیش کیا ہے تاکہ پیارے بچے اور عزیز نوجوان آسانی سے سمجھ سکیں۔

یہ مختصر اور مفید مجموعہ آئمہ معصومینؑ کی سوانح حیات اور معتبر کتابوں کا خلاصہ ہے اسلامی تاریخ کے ماہرین نے مطالعہ کے بعد اس کی توثیق کی ہے۔

امید ہے کہ آپ اس کا بغور مطالعہ فرمائیں گے اور اپنے نظریات و تاثرات سے ہمیں مطلع فرمائیں گے۔

آپ کی راہنمائی کے ہم شکر گزار ہوں گے اور آئندہ ایڈیشن میں اس کا خیال رکھیں گے۔

اسلام سے زیادہ آشنائی کی تمنا کے ساتھ

۴،۱۴۴

قبیلۂ قریش

حجاز میں عرب کے معزز قبیلوں کے درمیان قبیلۂ قریش محترم ترین قبیلہ شمار ہوتا تھا۔

پیغمبرؐ کے جد الجد "قصی بن کلاب" حرم خدا (کعبہ) کے متولی تھے۔

قریش مختلف و متعدد گروہوں میں تقسیم ہوئے اور ان میں سب سے شریف بنی ہاشم تھے۔

جناب ہاشم شریف و عقلمند اور اہل مکہ کے درمیان محترم سمجھے جاتے تھے۔

انہوں نے اہل مکہ کے کاموں کی رسیدگی کی اور ان کی زندگی کو بہتر بنانے کے سلسلے میں گرمیوں سردیوں میں تجارت کا سلسلہ شروع کیا اسی لئے لوگوں نے آپ کو سید کے لقب سے نوازا اور اسی بنا پر ان لوگوں کو سید کہا جاتا ہے جو ہاشم و پیغمبرؐ کی اولاد سے ہیں

ہاشم کے بعد مطلب اور مطلب کے بعد عبد المطلب، ہاشم کے فرزند قریش کے سرپرست قرار پائے۔

عبد المطلب کی عظیم شخصیت تھی انہیں کے زمانہ میں ابرہہ نے کعبہ پر حملہ کیا اور تباہ ہوگیا اس سے عبد المطلب کی اور عظمت بڑھ گئی۔ آپ عبد اللہ سے بہت محبت کرتے تھے، چوبیس سال کی عمر میں عبد اللہ کی شادی شریف لڑکی آمنہ سے ہوئی۔

آمنہ کے بطن سے واقعۂ عام الفیل کے دو ماہ بعد ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام محمدؐ رکھا گیا۔
آپؐ کی ولادت سے قبل ہی آپؐ کے پدر بزرگوار (عبداللہ) کا انتقال ہو گیا اور مختصر مدت کے بعد والدہ کا بھی سایہ سر سے اٹھ گیا اور آپ کے جد عبدالمطلب نے اپنی سرپرستی میں لے لیا۔
فرزند عبداللہ خدا کی رحمت کے سایہ میں پاکیزگی روح کے ساتھ ایسے جوان ہو کر ابھرے کہ جس کو سارے مکہ والے دوست رکھتے تھے اور اپنی امانتیں ان کے پاس رکھتے تھے اسی بنا پر آپ کو امین کہا گیا۔
وہ قوت ایمان کے ساتھ محرومین اور ستم دیدہ لوگوں کی حمایت کرتے تھے، ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے، ان کی باتوں کو سنتے اور ان کی مشکلات کو حل فرماتے تھے۔
جب کچھ جوانوں نے ایک "عہد جوانان" انجمن بنائی تو اس سے ملحق ہو گئے اور اس لئے ان کی حمایت کرنے لگے کیونکہ ان کا مقصد مظلوموں کی حمایت اور ستم گروں سے جہاد تھا۔
اپنے چچا ابو طالب کی فرمائش پر آپؐ خدیجہ کے (تجارتی) کارواں میں شامل ہوئے اور اپنی صحیح کارکردگی کی وجہ سے قافلہ سالار بن گئے۔
کچھ مدت کے بعد خدیجہ آپؐ کے کمالات سے متاثر ہوئیں اور آپؐ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا تو آنحضرتؐ نے خدیجہ کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے شادی کر لی۔ اور قریش کی مشہور ترین خاتون نے اپنی پوری ثروت آپ کے قدموں میں ڈال دی۔

خدیجہ کے بطن سے جناب فاطمہؑ پیدا ہوئیں کہ امت اسلام کے تمام معصوم رہبر آپ ہی کی نسل سے ہیں۔

آنحضرت کی فراست:

آپ کی شادی کے دس سال بعد مکہ میں زبردست سیلاب آیا کہ جس سے خانۂ کعبہ ویران ہوگیا۔

اختلاف سے بچنے کے لئے کعبہ کے تعمیری کام کو قریش کے مختلف قبیلوں میں تقسیم کردیا گیا لیکن جب عمارت بن گئی اور "حجر اسود"[1] کو نصب کرنے کا وقت آیا تو قریش کا ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ حجر اسود کو نصب کرنے کا شرف اسے حاصل ہو۔

نزدیک تھا کہ اس سلسلہ میں تلواریں کھنچ جائیں اور میدان کارزار گرم ہو جائے۔ آپ نے ان کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ حجر اسود کو ایک چادر پر رکھا جائے اور اس کو سب اٹھا کر نصب کریں۔

۱۔ ایک سیاہ رنگ کا پتھر جو خانہ کعبہ کے کنارے نصب ہے۔

آغاز رسالت :

چالیس سال کی عمر میں آپ مبعوث بہ رسالت ہوئے۔

جس روز آپ غار حرا[1] میں اپنے خدا کی عبادت و پرستش میں مشغول تھے کہ فرشتہ کے ذریعہ وحی آئی کہ آپ کو رسول و پیامبر منتخب کیا گیا ہے۔

وحی کے بعد آپ آرام کی غرض سے گھر تشریف لے گئے دوبارہ فرشتہ وحی لے کر نازل ہوا اور کہا کہ اٹھئے اپنی تبلیغ کا آغاز کیجئے۔

ابتدا میں آپ مخفی طور پر تبلیغ کرتے تھے اور کچھ لوگ پوشیدہ طور پر ایمان لے آئے تھے سب سے پہلے آپؐ کی زوجہ خدیجہ نے آپؐ کی نبوت کو قبول کیا اور پھر حضرت علیؑ نے تین سال تک آپؐ نے مکہ کے ماحول کو تبلیغ کے لئے سازگار بنایا۔ خدا کی طرف سے حکم ملا کہ لوگوں کو خدائے یکتا کی دعوت دو اور بتوں کے خلاف جہاد کرو! اگرچہ یہ کام بہت خطرناک تھا کیوں کہ قبیلوں کے سردار فرمانروا اور حاکم و آقا بنے بیٹھے تھے اور سب کو اپنا غلام بنا رکھا تھا اور دوسرے ان بتوں کا توڑنا بہت دشوار معلوم ہوتا تھا کہ جن کو ایک زمانے سے وہ پوج رہے تھے۔

۱۔ "غار حرا" جو کہ کوہ نور کے نام سے مشہور ہے، مکہ سے ۶ کلومیٹر دور "منا" کے راستے میں واقع ہے۔

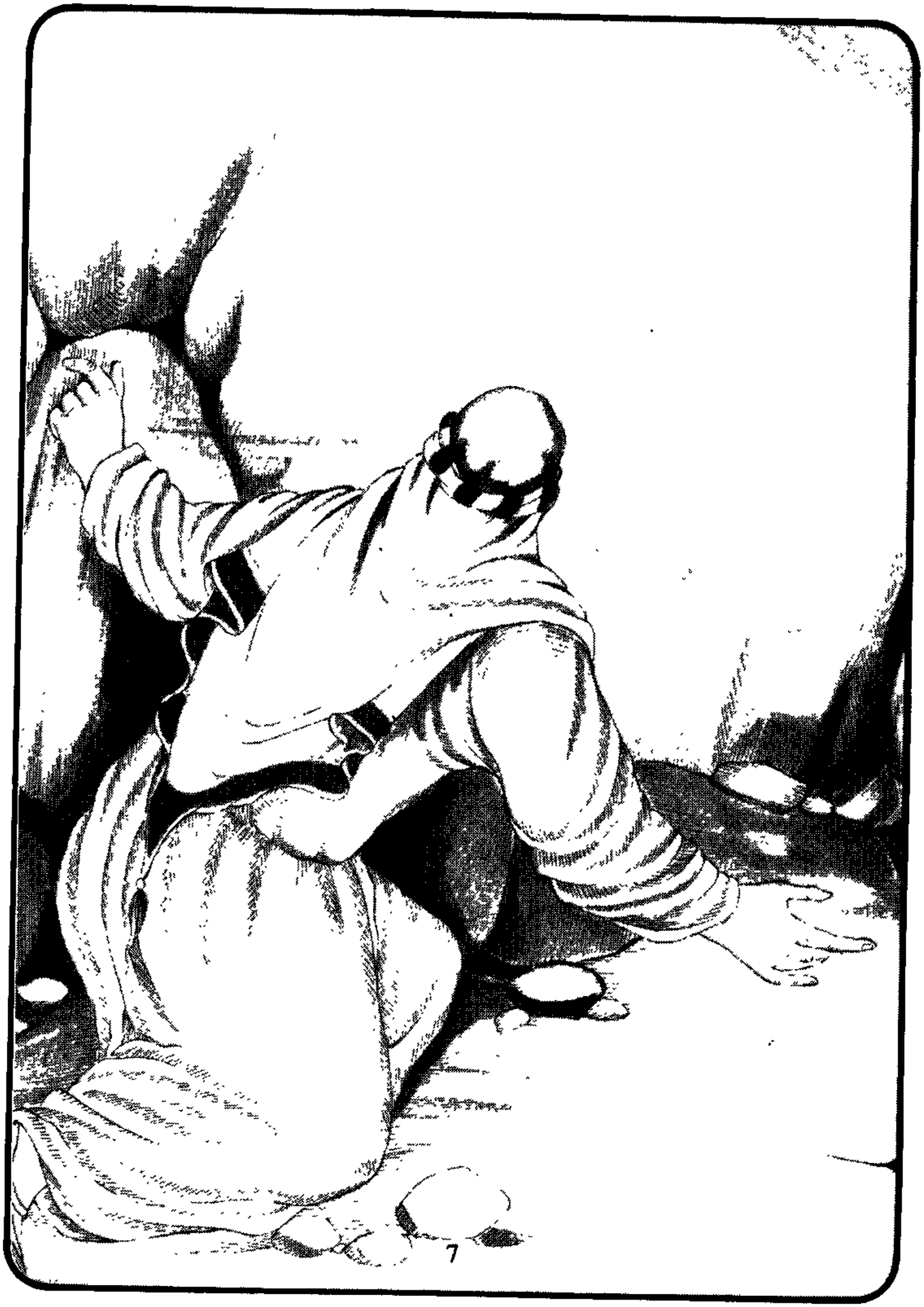

لیکن بلند مقصد کے حصول، یکتا پرستی اور آئین توحید کی تبلیغ کے لئے سختیاں برداشت کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا

دعوت عمومی کے بعد آپ کی مخالفت و دشمنی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

ابتدا میں انہوں نے رشوت کے ذریعہ آپ کو اس کام سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن ان کی یہ کوشش کامیاب نہ ہوسکی تو انہوں نے طاقت کا استعمال کیا اور آپ کے اصحاب کو اذیت دینے لگے، ان کے اموال کو غارت کرنے لگے، ان کا مضحکہ اڑانے لگے لیکن ان کی ایک بھی کوشش پیغمبرؐ کے مشن کو آگے بڑھنے سے نہ روک سکی۔

مشرکین نے اور ظلم و تشدد میں اضافہ کردیا اور پیغمبرؐ کو مع خانوادہ و اصحاب کے مکہ سے نکال دیا لہذا یہ لوگ تین سال تک شعب ابی طالب میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے تاکہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہ سکیں، لیکن دشمنوں نے اس پر بھی اکتفانہ کی اور شعب ابو طالب پر پہرہ لگا دیا تاکہ کوئی آپ تک آب و غذا نہ پہنچا سکے، کچھ لوگ تھے جو اپنی جان کی بازی لگا کر رات کے اندھیرے میں کھانا پانی پہنچاتے تھے۔

اسی طرح زمانہ گزرتا رہا یہاں تک کہ مشرکین مسلمانوں کی استقامت و پابندی سے عاجز آگئے اور ان کو قتل کرنے کی ٹھان لی اور یہ منصوبہ بنایا کہ ہر ایک خاندان و قبیلہ سے ایک ایک جوان لیا جائے تاکہ کوئی ان سے خوں بہا کا مطالبہ نہ کرسکے، انہوں نے ایک رات معین کی تاکہ پیغمبرؐ کے گھر پر حملہ کر کے آپؐ کو تہ تیغ کر دیں۔

مدینہ کی طرف ہجرت :

وحی کے ذریعہ پیغمبرؐ کو ان کا منصوبہ معلوم ہو گیا ، چاہنے والوں میں صرف علیؑ ہی تھے جو اپنی جان قربان کر دینے کے لئے آپ کے بستر پر لیٹے اور حضرت رات کی تاریکی میں مکہ سے نکل گئے ۔ رات میں معین وقت پر مشرکین حملہ کے لئے جمع ہوئے لیکن جب انہوں نے بستر رسولؐ پر علیؑ کو دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئے اور فوراً آنحضرت کے تعاقب میں نکل پڑے لیکن نامراد واپس لوٹ آئے ۔

نو روز کی زحمت و کلفت کے بعد پیغمبرؐ مدینہ کے نزدیک مقام قبا پر پہنچے جہاں مدینہ والوں نے آپؐ کا استقبال کیا ۔

یہاں آنے کے بعد آپؐ نے مسجد قبا کی تعمیر کا منصوبہ بنایا تاکہ مسلمان وہاں جمع ہو کر نماز پڑھیں اور اپنے تعمیری کاموں کی منصوبہ بندی کر سکیں ۔

مسجد کی عمارت کا کام تیزی سے آگے بڑھنے لگا ، پیغمبرؐ بھی ان کاموں میں مدد کرتے تھے ۔

تعمیر کے بعد آپ نے سب سے پہلی نماز جمعہ اسی مسجد میں ادا فرمائی اور ایک مختصر تقریر بھی کی پیغمبرؐ کچھ دنوں تک یہیں اپنے نمائندہ حضرت علیؑ کا انتظار کرتے رہے تاکہ جب علیؑ بنی ہاشم کی عورتوں کو لے کر آئیں تو سب ایک ساتھ مدینہ میں داخل ہوں ۔

حضرت علیؑ (آپؐ کے بعد) تین روز تک مکہ میں قیام پذیر رہے اور جو امانتیں رسولؐ کے پاس تھیں

ان کو لوگوں کے پاس پہنچایا اور نصف شب میں بنی ہاشم کی عورتوں کے ساتھ عازم مدینہ ہوئے اور قبا میں پیغمبرؐ سے جاملے۔

پیغمبرؐ حضرت علیؑ اور عورتوں کے ساتھ اور لوگوں کے پرجوش استقبال کے ساتھ شہر مدینہ میں داخل ہوئے ہر ایک شخص آپؐ سے اپنے گھر مہمان ہونے کی درخواست کرتا تھا لیکن آپؐ نے فرمایا کہ میرے اونٹ کا راستہ چھوڑ دو وہ جس کے دروازے پر بیٹھ جائے گا میں اسی کا مہمان بن جاؤں گا۔

اونٹ مدینہ کی پر پیچ گلیوں کو طے کرتا رہا یہاں تک کہ ابو ایوب انصاری کے دروازہ پر آکر بیٹھ گیا اور آپ ابو ایوب کے مہمان قرار پائے۔

مدینہ میں پہنچ کر سب سے پہلے رسولؐ نے مسجد کی تاسیس کی تاکہ اس باعظمت پائے گاہ سے رسالت کی تبلیغ کرسکیں۔

اسی وقت "اوس" و "خزرج" کی اس جنگ کا خاتمہ کر کے مصالحت کرادی جو یہودیوں کی ایما پر ایک سو بیس سال سے چلی آرہی تھی۔

"مہاجرین"[1] "انصار"[2] کے لئے باعث زحمت نہ ہو جائیں اس لئے پیغمبرؐ نے ان کے درمیان مواخات قائم کی تاکہ مہاجرین و انصار ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزار سکیں، مدینہ کے یہودی کہ جن کے ہاتھ میں وہاں کی کلید اقتصاد تھی انہوں نے اپنے لئے خطرہ محسوس کیا اور مسلمانوں سے تعلقات خراب کر لئے وہ چاہتے تھے کہ مسلمان

1۔ "مہاجرین" وہ لوگ ہیں جو مکہ سے پیغمبرؐ کے ساتھ مدینہ آئے۔
2۔ "انصار" مدینہ کے وہ افراد کہ جنہوں نے اپنی آغوش تمنا میں مہمانوں کو قبول کیا۔

کا اتحاد پامال کر کے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیں، لیکن پیغمبرؐ ان کی حرکتوں سے آگاہ تھے اس لئے ان کی ہر ایک سازش کو ناکام بنا دیتے تھے ۔

تحویل قبلہ:

پیغمبرؐ تیرہؐ سال مکہ میں اور ایک سال پانچ ماہ مدینہ میں "مسجد اقصیٰ" (بیت المقدس) کی طرف نماز پڑھتے رہے ۔ (ادھر) یہودیوں کا اعتراض یہ تھا کہ اگر ہم حق پر نہیں ہیں تو آپ ہمارے قبلہ کی طرف نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ یہاں تک کہ ایک روز جبرئیل امین اس وقت وحی لے کر نازل ہوئے جب آپؐ نماز میں مشغول تھے اور فرمایا کہ آپ (ابھی) کعبہ کی طرف رخ موڑ لیجئے ۔

اسی وقت سے مسجد الحرام مسلمانوں کا قبلہ ہے

یہودیوں کو یہ بات بری لگی اور وہ مسلمانوں پر اعتراض کرنے لگے کہ اگر تمہارا قبلہ کعبہ تھا تو پہلے تم مسجد الاقصیٰ (بیت المقدس) کی طرف کیوں نماز پڑھتے تھے؟ وہ اس بات سے غافل تھے کہ یہ تحویل قبلہ اس لئے ہوئی ہے تاکہ اسلام کے دوست و دشمن کی شناخت ہو جائے، کون اس حکم میں پیغمبرؐ کی اتباع کرتا ہے کون مخالفت ۔

پیغمبرؐ کی جنگوں کا تعارف

۱۔ جنگ بدر:

جب پیغمبرؐ کے پاس جنگی طاقت اور لشکر جمع ہو گیا تو سب سے پہلے آپ نے مدینہ کے اطراف و جوانب

میں بسنے والے قبائل سے معاہدۂ صلح کر کے متوقع حملوں کا سد باب کیا اور اسی وقت کفار قریش کے اس ایک بڑے قافلہ پر کہ جو مدینہ کے قریب سے ہوتا ہوا شام جا رہا تھا حملہ کا ارادہ کیا تاکہ ایک طرف کفر و شرک کے پاسداروں کی گوشمالی کی جائے اور ان کے غرور کو توڑا جائے اور دوسری طرف ان کو مہاجرین کے اموال لوٹنے اور ان لوگوں کے گھروں کو برباد کرنے کا جواب دیا جائے۔

چونکہ یہ جنگ بدر نامی کنویں کے قریب واقع ہوئی تھی اس لئے اس کو جنگ بدر کہا جاتا ہے۔

پیغمبرؐ نے یہ جنگ سیاسی افراد کے مشورہ سے لڑی تھی اور دشمنوں کی صحیح حالت کا پتا لگانے کے بعد اپنے کام کا آغاز کیا تھا اور ایمان کے سائے میں آپ کے ساتھی کامیاب ہوئے اور مشرکوں کو شکست دی۔[1]

۲۔ جنگ احد:

جنگ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی، مشرکوں کے قتل نے انھیں (مشرکوں کو) سخت خشمگیں کر دیا تھا اس کی انتہا یہ تھی کہ ابوسفیان نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ کوئی بھی اپنے عزیز کی موت پر غم نہ منائے۔

دوسری طرف مسلمانوں کی کامیابی سے یہودی بھی خائف تھے اسی لئے کعب ابن اشرف نامی یہودی مکہ گیا اور وہاں جا کر جذبات انگیز اشعار پڑھ کر (کفار) قریش کو کشتہ شدگان پر رلایا اور انتقام لینے پر آمادہ کیا۔

[1] ۔ پیغمبرؐ کی جنگوں کے تفصیلی مطالعہ کے لئے مصنف کی "سری جنگہائی آن حضرتؐ" کہ جو سات جلدوں میں باتصویر شائع ہو چکی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

نتیجہ میں قریش نے دار الندوہ میں ایک جلسہ منعقد کیا جلسہ میں مشورہ کے بعد آئندہ رونما ہونے والی جنگ کے لئے پچاس ہزار دینار[1] طلائی کا تخمینہ لگایا اور اسی وقت سے جنگ کا ساز و سامان جمع کرنے میں منہمک ہو گئے اور اطراف مکہ میں بسنے والے قبائل سے امداد لینے لگے ۔

روانگی کا طریقہ:

مشرکین کا لشکر تین ہزار جنگجوؤں پر مشتمل مدینہ کی طرف روانہ ہوا ۔

"عباس ابن عبد المطلب"، کہ جو اپنا اسلام مخفی رکھے ہوئے تھے ، نے پیغمبرؐ کی مدد کی اور تیز رو قاصد کے ہاتھ ایک خط کے ذریعہ پیغمبرؐ کو حالات سے آگاہ کیا ۔

جنگی ساز و سامان سے لیس مشرکین کا یہ لشکر ابو سفیان کی کمانڈری میں اور پیادہ لشکر کا کمانڈر خالد ابن ولید تھا چلا اور احد کی پہاڑی کے نزدیک پڑاؤ ڈالا ۔

پیغمبرؐ کو مشرکین کے ارادہ کی اطلاع ملی آپ نے ایک جلسہ تشکیل دیا اور اکثریت سے یہ طے پایا کہ ہم مدینہ سے باہر نکلیں ۔

حکم پیغمبرؐ سے لشکر اسلام ۷، شوال المکرم بروز شنبہ ۳ سنہ ہجری کو نماز صبح کے بعد احد کی طرف روانہ ہوا اور دشمن کے نزدیک پڑاؤ ڈالا ۔

[1] ۔ جو تقریباً ۲۵ ہزار ملیون روپئے کے برابر ہوتے ہیں ۔

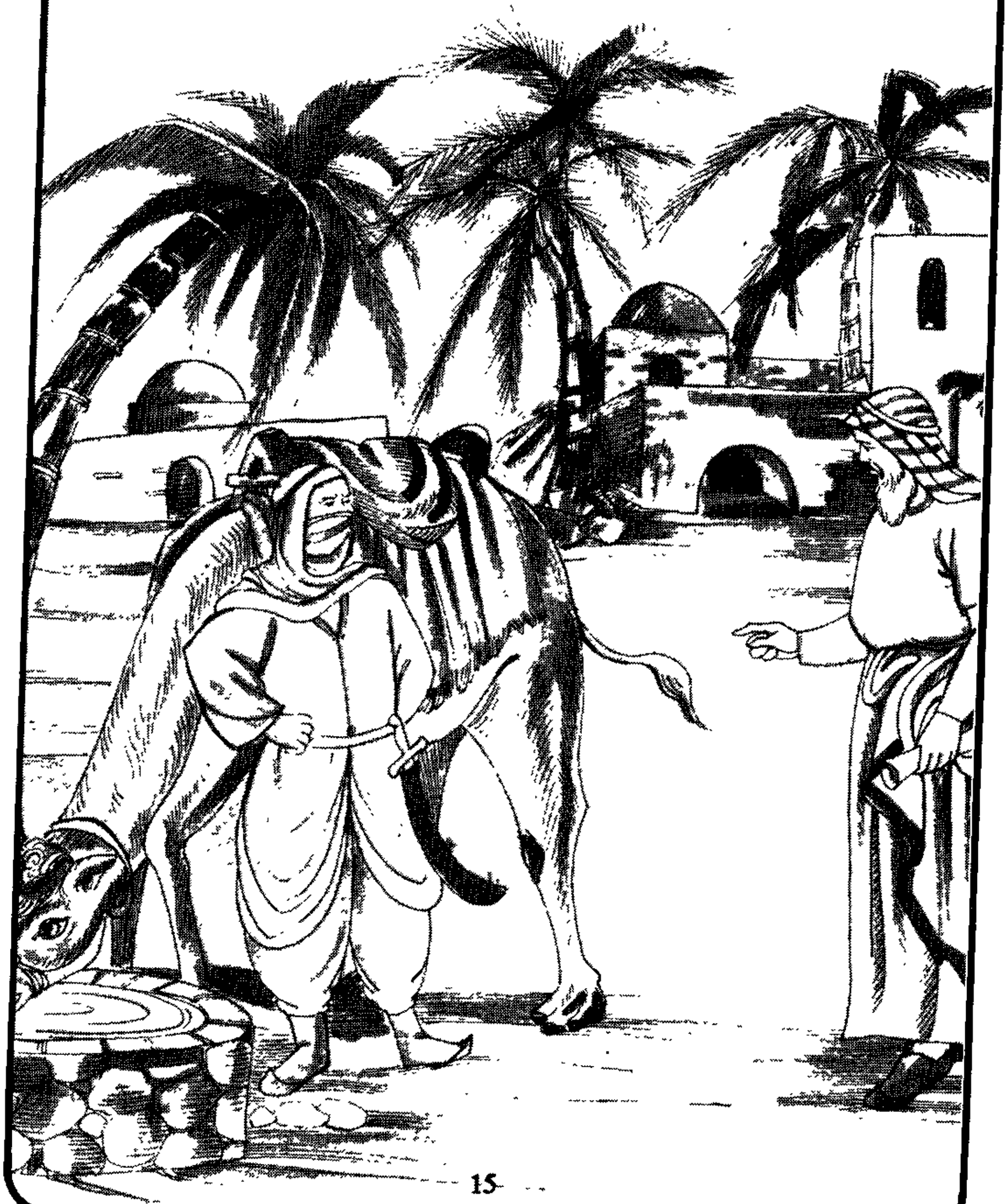

پیغمبرؐ نے عبد اللہ ابن جبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ ایک اہم اور جنگی لحاظ سے خطرناک درے پر تعینات کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ خواہ کامیاب ہوں یا ناکام تم لوگ درے سے نہ ہٹنا۔

توحید و شرک کے دو لشکر ایک دوسرے کے مقابلہ میں آگئے اور لشکر قریش کے سپاہی ابو عامر کے ذریعہ جنگ کا آغاز ہوا۔

ابتدا میں لشکر اسلام نے دلیری سے جنگ کی اور لشکر کفر کے قدم اکھاڑ دیئے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔

تیر اندازوں کا وہ دستہ جس کو پیغمبرؐ نے درے پہ تعینات کیا تھا یہ سوچ کر کہ جنگ ختم ہوگئی اور مال غنیمت کی طمع میں درہ چھوڑ کر ہٹ گئے۔

دشمن کی پیادہ فوج کے کمانڈر خالد ابن ولید نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور فوج کے ساتھ پہاڑ کا چکر کاٹ کر درے پر قبضہ کر لیا اور پیچھے سے ان مسلمانوں پہ حملہ کر دیا جو مال غنیمت لوٹنے میں مشغول تھے اور ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا۔

مسلمانوں کے ستر افراد قتل ہوگئے اور باقی فرار کر گئے اور جنگ کا خاتمہ دشمن کے حق میں ہوا، لیکن رسولؐ نے حضرت علیؑ کی فداکاری اور کچھ لوگوں کے تعاون سے دشمن کا تعاقب کیا اور ان کے کچھ سپاہیوں کو قتل کر دیا اور دشمن کو مدینہ پر نیا حملہ کرنے سے باز رکھا۔

۲۔ جنگ خندق (احزاب):

جن یہودیوں کو دشمنوں سے ساز باز اور خیانت کاری کی بنا پر مدینہ سے نکال دیا گیا تھا وہ خاموش نہ بیٹھے۔

ان کے سردار مکہ پہنچے اور قریش کو مسلمانوں سے جنگ کرنے پر ابھارا اور ان سے ہر قسم کی مدد کا وعدہ کیا۔

اس تحریک کے نتیجہ میں اسلام کے خلاف مختلف احزاب و گروہوں کا مورچہ باندھا گیا اور اسی وجہ سے اس کو جنگ احزاب کہتے ہیں۔

ان کی فوج میں مشرکین، مستکبر، یہودی، منافقین اور مدینہ سے فرار کرنے والوں نے اسلام کے خلاف ایک دوسرے کے تعاون کا معاہدہ کیا تاکہ بزعم خود اسلام کا خاتمہ کر دیں۔

دس ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر ماہ شوال المکرم ۵ ہجری میں ابوسفیان کی سرکردگی میں مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے چلا۔

طائفہ خزاعہ کے چند تیز رو سوار مدینہ پہنچے اور آنحضرتؐ کو صورت حال سے آگاہ کیا رسولؐ نے لشکر اسلام کے تیار رہنے کا حکم دے دیا اور فوج کے کمانڈر مشورہ کے لئے بیٹھے، گفتگو کے بعد جناب سلمان کی رائے کو تسلیم کر لیا گیا اور مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود دی اور مسلمان پشت خندق سے دفاع کرنے لگے۔

تین ہزار فدا کار مسلمانوں نے شب و روز جاں فشانی کر کے ایک خندق پانچ میٹر گہری اور چھ میٹر چوڑی اور بارہ ہزار میٹر لمبی کھودی ۔ خندق سے گزرنے کے لئے کچھ راستے بنائے اور ان پر نگہبان معین کئے ۔ پشت خندق میں مورچے بنائے اور شہر سے دفاع کرنے کے لئے ان میں تیر اندازوں کو مقرر کیا ۔

جب مشرکوں کا لشکر مدینہ پہنچا تو دیکھا کہ مدینہ کے چاروں طرف خندق کھدی ہے کہ جس کو عبور کرنا غیر ممکن تھا، مجبوراً انھیں خندق کے باہر ہی پڑاؤ ڈالنا پڑا ۔

"ابوسفیان" نے اپنی فوج کا دل بڑھانے کے لئے قبیلۂ بنی نضیر کے یہودیوں کے رئیس حی ابن اخطب کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم کعب بن اسد بنی قریظہ کے یہودیوں کے رئیس "کہ جو مدینہ میں ہے اس" سے ملاقات کرو اور ان سے کہو کہ اپنے پیروکاروں کے ساتھ مدینہ میں خانہ جنگی شروع کر دو تاکہ مشرکین کے حملہ کا راستہ نکل آئے، اس نے یہ کام انجام دیا لیکن پیغمبرؐ اس کی پیش بندیاں پہلے ہی کر چکے تھے اور پانچ سَو مسلح افراد کو شہر کا گشت کرتے رہنے پر مامور کر چکے تھے تاکہ آنے جانے والوں پر کڑی نظر رکھیں اور دشمن کی کسی بھی سازش کو کامیاب نہ ہونے دیں ۔

اس سے اندرونی حملہ کا خطرہ برطرف ہو گیا اور یہ چند گروہوں پر مشتمل لشکر خندق کے پار ہی رہا ۔

ایک روز عمرو بن عَبْدَوُد کی سرپرستی میں مشرکین کے پانچ دلیر خندق پار کر آئے ۔
عمرو بن عبدود نے چیخ کر کہا اے بہشت کے دعویدارو! کہاں ہو آؤ تمہیں جنت میں پہنچا دوں ۔
حضرت علیؑ کے علاوہ کسی میں اس کا جواب دینے کی جرأت نہ ہوئی ۔
حضرت علیؑ بجلی کی مانند اس کے قریب گئے اور مختصر گفتگو کے بعد ایک ضربت میں اس کا کام تمام کیا اور دل کی گہرائی سے تکبیر کی آواز بلند کی ۔
عمرو بن عبدود کا ایک ساتھی بھاگ نکلا اور خندق میں جا گرا، حضرت علیؑ نے اس کو فرار ہونے کی مہلت نہ دی اور بڑھ کر قتل کر دیا اور دوسرے تین افراد بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ۔
علیؑ کے بازو کی طاقت اور سرعت عمل نے لشکر اسلام کو ایک بڑی کامیابی سے ہمکنار کر دیا جیسا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ، اسلام کے لئے علیؑ کی یہ ضربت و فداکاری جن و انس کی ستر سال کی عبادت سے افضل ہے ۔
اگلے روز اس شکست کا جبران کرنے اور اپنے لشکر والوں کا دل بڑھانے کی غرض سے خالد ابن ولید نے اپنے لشکر کے کچھ سواروں کے ساتھ خندق کو پار کرنا چاہا لیکن مجاہدین اسلام نے اس کا مقابلہ کیا اور ایسی حالت میں دشمن کے حواس باختہ ہو گئے تھے اس وقت پیغمبرؐ نے اپنی حکمت عملی سے نعیم بن مسعود کو اس بات پر مامور کیا کہ وہ بنی قریظہ کے یہودیوں اور ان مشرکوں کے درمیان اختلاف و بدبینی پیدا کر دے کہ وہ اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیں ۔
انہوں نے رات کی تاریکی میں حذیفہ کو مشرکین کے پاس بھیجا تا کہ وہ ان کو جنگ سے بدظن کریں

انہوں نے سرد ہوا کے جھونکے اور خطرناک طوفان کے آنے کی خبر انھیں سنائی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سپاہیوں اور سرداروں میں اختلاف ہوگیا

سرانجام یہ ہوا کہ ابوسفیان رات کے سناٹے میں اپنی فوج کے ساتھ مکہ روانہ ہوگیا۔

نماز صبح کے وقت جب مسلمان نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ دشمن فرار ہوچکا ہے اور اس کا نام ونشان نہیں

پیغمبرؐ کو جب دشمن کے فرار ہونے کی اطلاع ملی تو آپؐ نے اصحاب کو حکم دیا کہ مورچے چھوڑ کر شہر واپس آجائیں۔

بنی قریظہ کا خاتمہ:

جنگ احزاب کے بعد پیغمبرؐ قلعۂ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوئے، ۲۵ روز قلعہ کے محاصرہ کے بعد انھیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا گیا اور حضرت علیؑ کے ذریعہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

شکست کے بعد بنی قریظہ نے نبیؐ سے گزارش کی کہ ہمیں مدینہ چھوڑنے کی اجازت دی جائے لیکن آنحضرتؐ نے ان کی درخواست کو رد کر دیا کیوں کہ آپ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ یہ آزادی کے بعد دوسری جنگ کے لئے سازش کریں گے جیسا کہ "بنی قینقاع" کے یہودی نے آزادی حاصل کر کے جنگ احد کی آگ بھڑکائی تھی اور بنی نضیر کے یہودیوں نے جنگ خندق، آخر کار انھیں سعد ابن عبادہ کے اس حکم کے سامنے گردن جھکانا پڑی کہ جن لوگوں نے جنگ کے دوران

خیانت کی اور دشمن کی مدد کی ہے ان کے مردوں کو تہہ تیغ کیا جائے اور ان کے اموال کو ضبط کر لیا جائے ۔

صلح حدیبیہ :

داخلی جنگوں میں قریش کی سرکوبی اور مسلمانوں کی پے در پے کامیابیوں نے خصوصاً طائفہ بنی مصطلق کی شکست اور پیغمبرؐ پر ایمان لے آنے نے قریش کو وحشت زدہ کر دیا تھا ۔

ذیقعدہ ۶ھ ہجری میں رسول خداؐ چودہ سو مسلمانوں کے ساتھ حج کے ارادے سے نکلے ذوالحلیفہ کے مقام پر احرام باندھا ۔

اس سفر میں روحانی و عبادی فوائد کے علاوہ ایک سیاسی مہم جزیرۃ العرب میں مسلمانوں کو مستقل حیثیت دینا بھی تھی ۔

مشرکین مکہ کو جب آنحضرتؐ کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے بتوں کی قسم کھا کر کہا کہ ہم پیغمبرؐ اور ان کے اصحاب کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے ۔

اس طرح انہوں نے خالد ابن ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ آپ کی طرف بھیجا تاکہ آپ کو مکہ میں نہ داخل ہونے دے ۔

ادھر پیغمبرؐ کسی بھی نزاع سے بچنے کے لئے غیر معروف راستوں سے سرزمین حدیبیہ تک پہنچ گئے ۔

پہلے تو رسولؐ نے قریش کے پاس اپنے نمائندے بھیجے تاکہ ان کو یقین دلائیں کہ ہم کسی جنگ و جدال کے لئے

نہیں آئے ہیں بلکہ ہمارا مقصد صرف مراسم حج کی انجام دہی ہے لیکن ـــــ وہ آپ کے نمائندوں کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے کہ جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سروں میں جنگ کا خناس بھرا ہوا ہے۔

پیغمبرؐ نے ایک درخت کے نیچے اپنے اصحاب سے دوبارہ بیعت لی اور اصحاب نے بھی آپ کو اپنی وفاداری اور جاں نثاری کا یقین دلایا، قریش نے جب یہ واقعہ سنا تو بہت گھبرائے اور صلح کے لئے سہیل کو اپنا نمائندہ بنا کر پیغمبرؐ کی خدمت میں روانہ کیا۔

قریش چاہتے تھے کہ اس سال مسلمان مکہ میں داخل نہ ہوں اور بغیر حج کئے واپس چلے جائیں اور سال آئندہ بغیر اسلحہ کے آئیں اور اپنے مذہبی مراسم کو آزادانہ طور پر انجام دیں اور اس زمانے میں ان کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری قریش پر عائد ہوگی۔

پانچ شرائط پر فریقین کے درمیان صلح ہوگئی ہر چند مسلمانوں کا ایک گروہ اس سے راضی نہ تھا اور ان کی توجہ اس بات پر نہیں تھی کہ یہ صلح فتح مکہ کا پیش خیمہ ہے۔

ان کے غیظ و غضب کی انتہا یہ تھی کہ وہ خود رسولؐ پر اعتراض کر رہے تھے ان کے خیال خام میں اس صلح میں ذلت و رسوائی تھی خصوصاً اس قرارداد پر نالاں تھے کہ اگر مکہ سے کوئی مسلمان مدینہ آجائے تو اس کو واپس کیا جائے۔

پیغمبرؐ نے سرزنش کرتے ہوئے انھیں سمجھایا۔

امام جعفر صادقؑ اس صلحنامہ کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں "پیغمبرؐ کی زندگی کا سب

۱۔ یہ معاہدہ صلح تاریخ میں معاہدۂ "رضوان" کے نام سے معروف ہے۔

سے اہم واقعہ صلح حدیبیہ ہے،،

۴۔جنگ خیبر:

ابتدائے ربیع الاول ۷ھ ہجری میں پیغمبر اسلام ایک ہزار چھ سو[۱۶۰۰] مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور دشمن کی غفلت میں آپ تیزی سے سرزمین رجیع پر پہنچ گئے کہ جو خیبر و سرزمین غطفان کے درمیان واقع تھی اور اپنی اس جنگی ٹیکنک سے دو حلیفوں ،خیبر کے یہودی اور غطفان کے عرب کے درمیان جدائی ڈال دی تاکہ وہ ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں۔

مسلمانوں نے رات میں خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا اور مجاہدین اسلام نے مناسب جگہوں کا کہ جو نخلستان میں پوشیدہ تھیں اور خیبر کے دروں کا سراغ لگایا اور جنگ کا آغاز کر دیا اور دلیری و جانبازی سے خیبر کے دروں کو یکے بعد دیگرے فتح کر لیا۔

لیکن دو مہم در فتح نہ ہو سکے انھیں دروں سے یہودی مسلمانوں سے جنگ کر رہے تھے اور ان پر تیر برسا رہے تھے

سپاہ اسلام رسولؐ کے حکم کے مطابق پے در پے تین روز تک ابوبکر و عمر ابن خطاب اور سعد بن عبادہ کی سپہ سالاری میں جداگانہ طور پر قلعوں پر حملہ کرتی رہی لیکن ہر بار شکست کھائی۔

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ کل میں علم اس کو دوں گا جو اس قلعہ کو فتح کر کے پلٹے گا۔

اس خوش قسمت شخص کو جاننے کے لئے سب آنے والے دن کا انتظار کرنے لگے ،لیکن

علی کے علاوہ کون ہو سکتا تھا ۔

صبح ہوئی رسولؐ نے علم علیؑ کو دیا اور قلعہ خیبر فتح کرنے پر مامور کیا اور آپ کی کامیابی کے لئے دعا کی، رسولؐ اپنے اس فعل سے دوسرے سرداروں پر علیؑ کی فضیلت ثابت کرنا چاہتے تھے ۔

جب حضرت علیؑ فوج لے کر در کے قریب پہنچے تو دلیر و طاقتور دو بھائیوں ، حارث و مرحب ، نے بے تحاشا حملہ کیا تو مسلمان بھاگنے لگے لیکن علیؑ نے اپنی ثابت قدمی اور دلیری سے دونوں کو قتل کر دیا یہ حالت دیکھ کر دوسرے یہودی وحشت زدہ ہو کر قلعہ کے اندر چلے گئے اور محکم طریقے سے دروازہ بند کر دیا بھاگنے والے مسلمانوں نے جب یہ حالت دیکھی تو میدان کارزار میں واپس آگئے اور علیؑ کے برابر میں کھڑے ہو گئے ۔

حضرت علیؑ شیر غضبناک کی طرح جھپٹے اور قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر اپنی سپر بنا لیا اور اس دروازہ کو لے کر خندق میں کھڑے ہو گئے اور دروازہ کو پل بنا دیا جس سے مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو سکیں یہ دروازہ اتنا وزنی تھا کہ سات مسلمان اس کو جنبش تک نہیں دے سکتے تھے ۔

علیؑ اس حیرت انگیز طاقت کے متعلق فرماتے ہیں "میں نے انسانی طاقت سے درخیبر نہیں اکھاڑا تھا بلکہ امداد خدا اور ایمان کی طاقت سے اکھاڑا تھا"

آخر کار لشکر اسلام نے تمام قلعوں کو فتح کر لیا اور یہودیوں کو شکست فاش دی (باقی) یہودیوں نے رسولؐ سے درخواست کی کہ ہمیں یہیں رہنے دیا جائے اور کشت و زراعت کا کام کرنے دیا جائے اس کا نصف ہم مسلمانوں کو دیا کریں گے ۔

پیغمبرؐ نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا اور ان کو آزاد کر دیا۔

باغ فدک:

خیبر فتح ہونے کی خبر جب فدک کے یہودیوں کو ملی تو بہت گھبرائے اور پیغمبرؐ کی خدمت میں صلح کے لئے اپنا نمائندہ بھیج کر نصف فدک رسولؐ کو دے دیا اور آپؐ نے جناب فاطمہؑ کو بخش دیا تاکہ آپ اس سے اپنے اور محروموں کے اخراجات پورے کریں۔

رسول خداؐ خیبر کی جنگ کے بعد وادی القریٰ کہ جو یہودیوں کا گڑھ تھی، کی طرف روانہ ہوئے اور محاصرہ کرکے قابض ہوگئے۔ خیبر کی طرح اس شرط پر ان کی زمین ان کے سپرد کر دی کہ اس کی نصف درآمد مسلمانوں کو دینا ہوگی۔

رسول خداؐ نے اس قرارداد سے مسلمانوں کو مالی و اقتصادی بہبود عطا کی تاکہ آرام کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کر سکیں۔

۵۔ جنگ موتہ:

پیغمبر اسلامؐ نے ایک سفیر بادشاہ بصریٰ کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ اس کو دعوت اسلام دے۔ جب وہ سفیر سرزمین موتہ پر پہنچا تو وہاں کے حاکم نے اس کو گرفتار کرکے قتل کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد آپ نے سولہ[۱۶] مبلغ اور وہاں بھیجے لیکن ان میں سے صرف ایک ہی بچ سکا

باقی قتل کر دیئے گئے ۔

یہ زندہ بچنے والا رات میں وہاں سے فرار کر کے مدینہ آیا اور رسولؐ کو ان دونوں جانگداز واقعات کی اطلاع دی ۔ رسولؐ کو بہت افسوس ہوا اور جمادی الاولیٰ ۸ھ ہجری میں موتہ کی طرف لشکر بھیجنے کا یہی سبب ہوا، دس ہزار نفر جان بکف جنگ کے لئے آمادہ ہوئے ۔ پیغمبرؐ نے روانگی سے قبل فرمایا کہ لشکر کے سرداروں کی ترتیب یہ ہوگی، پہلے جعفر بن ابی طالب سردار ہوں گے اور دوسرے زید بن حارث، تیسرے عبداللہ بن رواحہ اور اگر پہلے کی شہادت کے بعد دوسرا اور دوسرے کی شہادت کے بعد تیسرا شہید ہو جائے تو تم لوگ خود کسی کو اپنا سپہ سالار منتخب کر لینا ۔

لشکر اسلام موتہ کی طرف روانہ ہوا جب یہ لشکر معان شہر پہنچا تو اطلاع ملی کہ بادشاہ روم (ہرقل) نے ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ اعراب محاصرے کے لئے بھیج دیئے ہیں ۔

جنگ نابرابر :

دشمن کا دو لاکھ کا لشکر دس ہزار مسلمانوں کے مقابلہ میں صف آرا ہوا اور جنگ کی ابتدا کر دی ۔

جعفر دلیری سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے آپ کے بعد زید بن حارث سپہ سالار و علمدار قرار پائے اور جنگ میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے آپ کے بعد عبداللہ بن رواحہ بھی دلیری سے لڑے اور شہید ہو گئے

اس کے بعد لشکر والوں نے خالد ابن ولید کو اپنا علمدار منتخب کیا خالد تجربہ کار اور عقلمند تو تھا ہی اس نے سوچا اگر جنگ جاری رکھی جائے گی تو سب شہید ہو جائیں گے لہذا اس نے جنگی ٹیکنک اور زیرکی سے کام لیا اور دشمن سے میدان چھین لیا۔

اس نے فوجیوں کو حکم دیا کہ رات میں تم لوگ عقب نشینی کر لینا اور صبح ہی چاروں طرف سے شور و ہنگامہ کے ساتھ میدان کی طرف بڑھنا تاکہ دشمن یہ سمجھے کہ مدینہ سے دوسرا لشکر آ گیا ہے۔

خالد نے اپنی اس حکمت سے دشمن کو خوف زدہ کر دیا اور جنگ متوقف ہو گئی اور خالد اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ واپس آ گئے

رسول خداؐ کو جب اپنے عزیزوں کی شہادت کی اطلاع ملی تو بہت غمگین ہوئے ان کی شہادت پر گریہ کیا اور خالد کی فراست کی داد دی۔

۶۔ فتح مکہ:

جنگ موتہ میں مسلمانوں کی عقب نشینی نے قریش کو جری بنا دیا اور وہ یہ سوچنے لگے کہ مسلمانوں کے پاس کچھ نہیں رہ گیا ہے اب ان سے نہیں ڈرنا چاہیئے. صلح حدیبیہ کے عہد و پیمان کے باوجود انہوں نے اپنے حلیف بنو بکر سے امداد حاصل کی اور طائفہ خزاعہ کے مسلمانوں پر حملہ کر کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔

ابو سفیان جانتا تھا کہ اس گستاخی کا جواب لازمی ملے گا اس لئے وہ پہلی فرصت میں مدینہ پہنچا تاکہ پیغمبرؐ سے عذر خواہی کرے اور صلحنامہ کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے لیکن پیغمبرؐ نے اس کو

کوئی مثبت جواب نہیں دیا اور ابوسفیان بے نیلِ مرام مکہ سے واپس چلا گیا۔ رسول خداؐ نے عام فوج کو تیار ہونے کا حکم دے دیا اور دس ہزار جنگی افراد نے جنگ میں شرکت کرنے کا اعلان کر دیا۔

رسول خداؐ نے مدینہ کے اطراف میں نگہبان مقرر کئے تاکہ مدینہ سے کوئی باہر جا کر اس واقعہ کی اطلاع مشرکین کو نہ دے سکے۔

لیکن ایک خشک متقی خیانت کار "حاطب" نے اس بہانہ سے کہ اس کے رشتہ دار مکہ میں اور قریش سے ڈرتے ہیں ایک خط لکھا اور ایک عورت کے ذریعہ قریش تک ——— پہنچانے کی کوشش کی لیکن اس کی جاسوسی کا انکشاف ہو گیا اور عورت سے خط لے لیا گیا اسی وجہ سے رسولؐ نے مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق کا حکم دے دیا کہ جو اس کے لئے موت سے بھی بدتر تھا۔

دس رمضان ۸ھ ہجری کو رسول خداؐ نے لشکر کو روانگی کا حکم دیا اور مسلمان بلا توقف تیزی کے ساتھ ایک ہفتہ کے اندر، اندر مکہ پہنچ گئے اور شہر کے نزدیک پڑاؤ ڈال دیا، پیغمبرؐ نے اپنی جنگی حکمت عملی سے مسلمانوں کو حکم دیا کہ رات میں سب پراگندہ ہو جائیں اور آگ روشن کریں تاکہ دشمن کو یہ مغالطہ ہو جائے کہ مدینہ سے بہت بڑا لشکر آیا ہے، اس طرح دشمن پر رعب غالب آجائے گا۔ رات میں آگ کے شعلے، مسلمانوں کا ہمہمہ، اونٹوں کی بلبلانے اور گھوڑوں کی ہنہنانے سے جنگل گونج اٹھا جب ابوسفیان قریش کے سرداروں کے ایک گروہ کے ساتھ صورت حال کو دیکھنے آیا تو وحشت زدہ رہ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ ابھی تک میں نے اتنا بڑا لشکر نہیں دیکھا ہے۔

ابوسفیان نے عباس سے ملاقات کی اور آپس میں مشورہ کیا۔

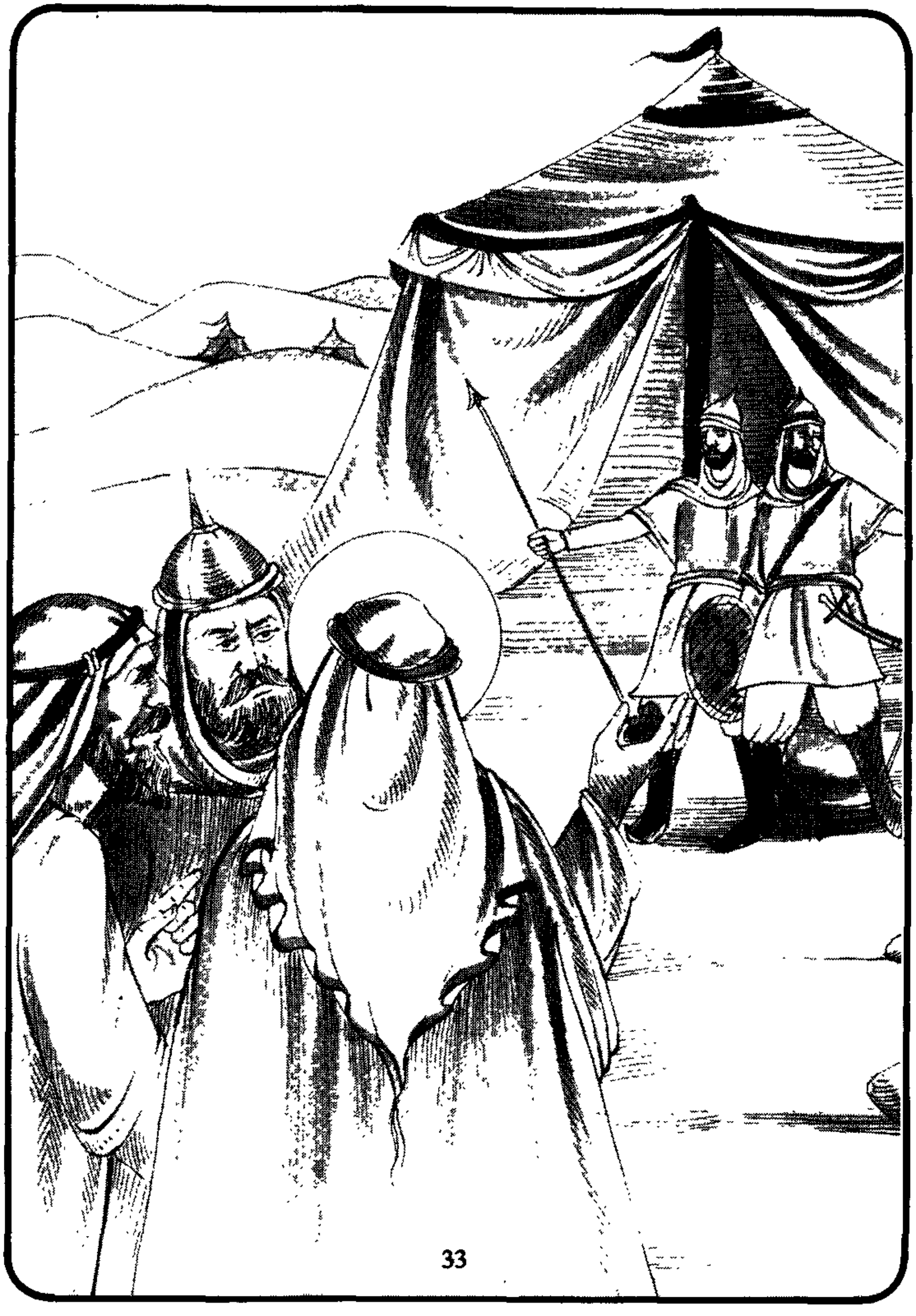

عباس نے اسے امان دی اور رسول خدا کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے ۔ ابو سفیان طاقت جمع کرنے والا تو تھا ہی اس کمزوری سے مسلمان فائدہ اٹھا سکتے تھے ۔

پیغمبرؐ نے مسلمانوں کی مصلحت کے پیش نظر فرمایا کہ ابوسفیان اہل مکہ کو یہ اطمینان دلا سکتا ہے کہ جو شخص اس کے گھر میں پناہ لے گا اس کے لئے امان ہے ، ابو سفیان امان لے کر مکہ آیا اور اہل مکہ کو مسلمانوں کے لشکر سے ڈرایا اور ان کو مسلمانوں سے جنگ کرنے سے باز رکھا نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ بغیر خوں ریزی کے فتح ہو گیا ۔

عام معافی :

مسلمانوں کے ایک گروہ میں خصوصاً مہاجرین میں قریش سے انتقام کا جذبہ پایا جا رہا تھا لیکن رسول خدا نے عام بخشش کا اعلان کر دیا اور فرمایا " آج رحمت کا دن ہے انتقام کا نہیں "

کسی کو لوگوں سے لڑنے کا حق نہیں ہے لیکن چند افراد ایسے ہیں کہ انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو کیوں کہ ان کا جرم عفو کے قابل نہیں ہے ۔

اس کے بعد رسول خدا نے ان کے نام بتائے ۔

پیغمبر خدا مختصر آرام کے بعد خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے اور کعبہ کو بتوں کے وجود سے پاک کیا ، بلال نے اذان دی اور رسول خدا اپنے اصحاب کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوئے ۔

۷۔جنگ حنین۔

مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کی پائیگاہ مکہ کی شکست نے اطراف مکہ میں بسنے والے مشرک قبائل کے درمیان خاصی وحشت پھیلادی تھی اس لئے وہ سب جمع ہوئے اور طے کیا کہ تمام قبائل مل کر مسلمانوں سے جنگ کریں۔

سب نے طائفہ ہوازن کے سردار کو اپنا سپہ سالار مقرر کیا۔

اس اجتماع کی اطلاع آنحضرتؐ کو ملی تو آپؐ نے ایک شخص کو صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے ان قبائل میں بھیجا تاکہ وہ ان کے جنگی انتظام کی اطلاع فراہم کرے اور مقصد پورا کر کے مکہ واپس آئے اور رپورٹ دے۔

حنین کی طرف روانگی:

رسول خداؐ کو دشمن کے ارادوں کی اطلاع ملی آپ ہزار مسلح افراد کے ساتھ ۵ شوال ۸ھ کو درے حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ مشرکین کے سردار لشکر مالک نے اپنے لشکر کے تین افراد کو لشکر اسلام میں جاسوسی کے لئے بھیجا۔

وہ اسلام کے عظیم الشان لشکر کا مشاہدہ کر کے واپس گئے اور اپنے سردار کو اس کی رپورٹ پیش کی۔

مالک نے سوچا کہ ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اس لئے اس نے اپنے لشکر والوں کو حکم دیا کہ درۂ حنین کے اوپر پہنچیں اور پتھروں کی آڑ میں بلند جگہوں پر اپنے ٹھکانے مضبوط کرلیں اور جب لشکر اسلام درے میں داخل ہو تو بے خبری کے عالم میں اس پر حملہ کردو۔

حنین کی تنگنائے میں:

۱۰ ارشوال شب سہ شنبہ ۸ہجری کو لشکر اسلام درۂ حنین پر پہنچا۔

پیغمبرؐ کے حکم سے رات میں سب نے آرام کیا اور سحر کے وقت لشکر اسلام درہ حنین میں داخل ہوا۔

دشمن جو پوری تیاری کے ساتھ گھات میں بیٹھا ہوا تھا چاروں طرف سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔

رات کی تاریکی، گھوڑوں کی بھگدڑ اور لشکر اسلام میں دو ہزار نو مسلموں کے وجود نے دشمن کی کافی مدد کی اور ولید کو مجبوراً عقب نشینی کرنا پڑی اور لشکر اسلام پیچھے ہٹ گیا۔

صرف دس افراد پیغمبرؐ کے آس پاس تھے جو آنحضرت سے دفاع کر رہے تھے پیغمبرؐ نے حکم دیا کہ بھاگنے والوں کو مدد کے لئے بلاؤ۔

عباس کی گرج دار اور توبیخ آمیز آواز نے بھاگنے والوں کو واپس بلا لیا اور جو

دشمن ابتدا میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اب وہ لحہ بہ لحہ ناتواں ہوتا جارہا تھا یہاں تک کہ دشمن کے دفاعی اڈے بھی برباد ہو گئے اور دشمن اپنا اسباب چھوڑ کر بھاگ نکلا پیغمبرؐ نے ایک گروہ کو بھاگنے والوں کے تعاقب کے لئے بھیجا تاکہ انہیں ہر طرح سے کمزور کر دیں جس سے وہ آئندہ کوئی فوجی کاروائی نہ کر سکیں۔

دشمن کا تعاقب کرنے والے اپنے فرائض کی انجام دہی کے بعد سپاہ اسلام کے مرکز میں آگئے اور پیغمبرؐ نے اپنے لشکر میں مال غنیمت تقسیم کیا۔

۸۔جنگ تبوک:

ماہ رجب سنہ ۹ ہجری میں پیغمبرؐ کو اطلاع ملی کہ شمال کی مشرقی سرحدوں میں مسلمانوں پر روم والے حملے کر رہے ہیں اور روم اسلامی علاقوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔

رسول خداؐ نے اسلامی لشکر تیار کیا ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ اپنا مقصد پوشیدہ نہ رکھا اور لوگوں سے بیان کر دیا کہ ہم روم کے بادشاہ پر لشکر کشی کا ارادہ رکھتے ہیں لہذا جس طرح بھی ہو سکے لشکر اسلام کی مدد کرو، لوگوں نے ہر وہ چیز فراہم کی جس کی سپاہیوں کو ضرورت تھی اور ہر یۂ جنگ ادا کر دیا۔

منافقین کا کردار:

لشکر اسلام کی آمادگی ہی کے ساتھ منافقین نے بھی اپنی کاروائی شروع کر دی تھی اور لوگوں

کو روم کی فوج سے ڈرانے کا کام شروع کر دیا تھا (اسی زمانے میں) انہوں نے ایک ضرار نامی مسجد بنائی تاکہ اس مسجد کو اپنی مسموم تبلیغات کا مرکز بنا کر لوگوں کو جہاد میں شریک نہ ہونے کی تبلیغ کی جائے لیکن پیغمبرؐ ان کی سازش کو بھانپ گئے تھے۔

آنحضرتؐ کے حکم سے منافقین کے جلسوں کے مرکز سویلم یہودی کے گھر میں آگ لگا دی گئی اور ان کی تمام کوشش نقش بر آب ہو گئی۔

تبوک کی طرف روانگی :

تیس ہزار افراد پر مشتمل مسلمانوں کی عظیم الشان فوج تیار ہو گئی اور مدینہ سے باہر خیمہ زن ہو گئی رسول خداؐ نے علمداری کو خود اپنے ہاتھ میں رکھا اور سرداروں کی صفوں کا معائنہ کر کے ایک تقریر فرمائی۔

اس وقت حضرت علیؑ کو مدینہ قائم مقام مقرر کیا اور خود لشکر کے ساتھ عازم تبوک ہوئے لشکر اسلام تپتے ہوئے صحرا کی ۶۰۰ کلومیٹر کی طویل مسافت کے بعد تبوک پہنچا لیکن جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ روم کی فوج کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے شاید انہیں اسلام کی طاقتور فوج کی آمد کی اطلاع مل گئی تھی اور وہ شمال میں عقب نشین ہو گئے تھے۔

بیس روز کے طویل توقف کے بعد بغیر کسی جھڑپ و تعاقب کے لشکر اسلام رسولؐ کے حکم سے مدینہ واپس آ گئے۔

منافقین کی سازش :

تبوک سے واپسی پر منافقین کے ایک گروہ نے، کہ جس نے لوگوں کے خوف سے جنگ میں شرکت کی تھی کو وہ تبوک کی گھاٹی میں چھپنے کا منصوبہ بنایا تاکہ رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر آنحضرتؐ کے اونٹ کو بدکا دیا جائے اور اونٹ سے گرا کر آپ کا خاتمہ کر دیا جائے، لیکن ان کی یہ سازش بھی کھل گئی اور وہ سب بھاگ نکلے لشکر اسلام چاہتا تھا کہ انھیں قتل کر دے لیکن پیغمبرؐ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا تبوک سے بازگشت کے بعد رسول خداؐ نے منافقین کے مرکز مسجد ضرار کے انہدام کا حکم دے دیا اور انہوں نے حکم خدا کے مطابق اسے منہدم کر دیا۔

جنگ تبوک لشکر اسلام کی قدرت و طاقت کا مظاہرہ تھی۔ اس میں سب ہی شریک تھے، اس مظاہرہ کی وجہ سے پڑوس و ہمسایہ مشرک ممالک نے اسلام کی طاقت کو دیکھا اور اس کے خلاف کسی بھی سازش سے باز رہے۔

مشرکوں سے بیزاری :

۱۰ ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری تک مشرکین مراسم حج کو اپنی سابقہ سنت کے مطابق انجام دیا کرتے تھے اسی سال حج کے موقع پر سورۂ برائت نازل ہوا، پیغمبر خداؐ نے حکم خدا کی بنیاد پر ان آیات قرآنی کو حضرت علیؑ کو دے کر فرمایا آپؑ یہ آیات مکہ لے کر جائیں اور مشرکین کے درمیان پڑھ کر سنائیں اور ان سے کہہ دیں کہ :

اس سال کے بعد کوئی مشرک بھی کعبہ میں داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی برہنہ حالت میں طواف کیا جائے گا۔

حضرت علیؑ فرمان رسولؐ کے مطابق مکہ آئے اور زائرین کے درمیان سورۂ برائت پڑھ کر سنایا اور حکم رسولؐ سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

مباہلہ:

جہاں رسول خداؐ دنیا کے سرداروں کو خطوط ارسال فرما رہے تھے وہاں ایک خط نجران کے اُسقف[1] کے نام بھی روانہ کیا اور وہاں کے عیسائیوں کو دعوت اسلام دی۔

اس خط میں اسقف سے براہ راست ایمان لانے یا اسلامی حکومت کی حمایت کے تحت ٹیکس ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

اسقف پہلے ہی مقدس کتابوں میں حضرت عیسیٰ کے بعد ایک نبی کی آمد کے بارے میں پڑھ چکا تھا اس نے تحقیق کے لئے چند نمائندے مدینہ بھیجے

انہوں نے آنے کے بعد پیغمبرؐ سے بحث شروع کر دی لیکن وہ آپ کی باتوں سے مطمئن نہ ہوئے یہاں تک کہ فرشتہ وحی لے کر آیا اور خدا کا یہ پیغام پہنچایا کہ آپ اور علمائے نجران صحرا میں چلے جائیں اور ایک معین وقت تک وہاں عبادت کریں اور ہر شخص جھوٹے پر لعنت کرے۔

جب مباہلہ کا وقت آیا تو رسول خداؐ مسلمان و وابستگان میں سے فقط چار اشخاص کو ساتھ لائے۔ حسینؑ آغوش

1۔ عیسائیوں کے پیشوا۔

میں، حسن مجتبیٰ کی انگلی پکڑے ہوئے اور حضرت فاطمہ و علی پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔

جب یہودیوں کی نظریں ان پر پڑیں تو ان کے سردار نے کہا کہ قسم خدا کی میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ لعنت و نفرین کریں گے تو یہ صحرا جہنم میں بدل جائے گا اور اس عذاب کا اثر سرزمین نجران تک پہنچے گا اور خطرہ یہ ہے کہ سارے مسیحی ہلاک ہو جائیں گے۔

نتیجہ میں انہوں نے خراج دینا قبول کر لیا اور طے پایا کہ دو ہزار حلہ تیس زرہ عیسائی مسلمانوں کو دیا کریں گے۔

حجۃ الوداع:

۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ ہجری کو رسولؐ نے یہ اعلان کیا کا حکم دیا کہ اس سال رسول خداؐ عازم حج ہیں جو بھی خواہش مند ہے وہ رسولؐ کی ہمراہی میں جا سکتا ہے۔

اس خبر نے لوگوں میں شوق پیدا کر دیا اور ہزاروں مسلمانوں نے اپنی آمادگی کا اعلان کر دیا۔

رسول خداؐ نے "ابو دجانہ" کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور اصحاب کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

سرزمین ذوالحلیفہ پر آپ نے احرام باندھا اور لبیک کہا اور مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

دس روز کے بعد مکہ پہنچے اور مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور مراسم حج بجا لائے۔ رسول خداؐ نے روز عرفہ کے اگلے روز منیٰ میں لوگوں سے خطاب فرمایا اور نصیحت کی اور فرمایا کہ دینی معاملات میں استقامت درکار ہے۔

غدیر خم :

روز پنجشنبہ ۱۸ ذی الحجہ کو جب رسول خدا جحفہ سے (روانہ ہو کر) تالاب خم کے کنارے پہنچے تو خدا کی طرف سے فرشتہ یہ وحی لے کر نازل ہوا کہ علیؑ کو اپنا جانشین مقرر کر دیجئے اس پیغام کی خاطر رسول خداؐ نے منادی سے ندا کرائی کہ پیغمبرؐ ایک اہم پیغام پہنچانا چاہتے ہیں (لہٰذا) سب حاضر ہو جائیں۔

اس شدید گرمی میں ہزاروں زائرین رسولؐ کی تقریر سننے کے لئے جمع ہوئے

نماز کے بعد رسولؐ اس بلندی پر تشریف لے گئے جو پالان شتر سے بنائی گئی تھی اور فرمایا کہ حمد و ثنا صرف خدا کے لئے مخصوص ہے ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر ایمان و توکل رکھتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ اور خدا نہیں ہے، محمد اس کا بندہ اور پیغمبرؐ ہے

ہاں اے لوگو! میں بہت جلد تمہارے درمیان سے جانے والا ہوں اور دو گرانقدر چیزیں تمہارے درمیان چھوڑ رہا ہوں، قرآن اور میرے اہلبیت وہ ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے، یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے پس تم قرآن و عترت سے تمسک کئے رہنا

اور ان کا دامن نہ چھوڑنا اگر انہیں چھوڑ دیا تو ہلاک ہو جاؤ گے ۔

اس کے بعد آپ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند فرمایا اور فرمایا لوگو! جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں ۔ خدایا اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے علی کے مددگاروں کی مدد فرما اور جو ان کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں ان کو ذلیل و رسوا فرما ۔

آپ کی تقریر کے بعد آسمان سے فرشتہ نازل ہوا اور آنحضرتؐ کو خدا کی طرف سے بشارت دی کہ آج علیؑ کی ولایت پر دین اسلام کامل اور نعمت الٰہی تمام ہو گئی ۔

وفات رسول خداؐ:

سفر حج کی واپسی پر رسول خداؐ بیمار پڑ گئے اور ایک گروہ نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کر دیا لیکن آنحضرت کے حکم سے سب کو قتل کر دیا گیا ایک روز جب رسول خدا بہت بیمار تھے، حضرت علیؑ کے سہارے قبرستان بقیع تشریف لے گئے تاکہ اپنے دوستوں کی قبر کی زیارت کریں دیدار کے بعد گھر لوٹ آئے ۔

روز بروز رسول خداؐ کی بیماری میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا یہاں تک کہ روز دوشنبہ صفر ۱۱ھ کو آپؐ نے حضرت علیؑ کی آغوش میں رحلت فرمائی اور دنیائے اسلام کو سوگوار بنا گئے

تمام شد

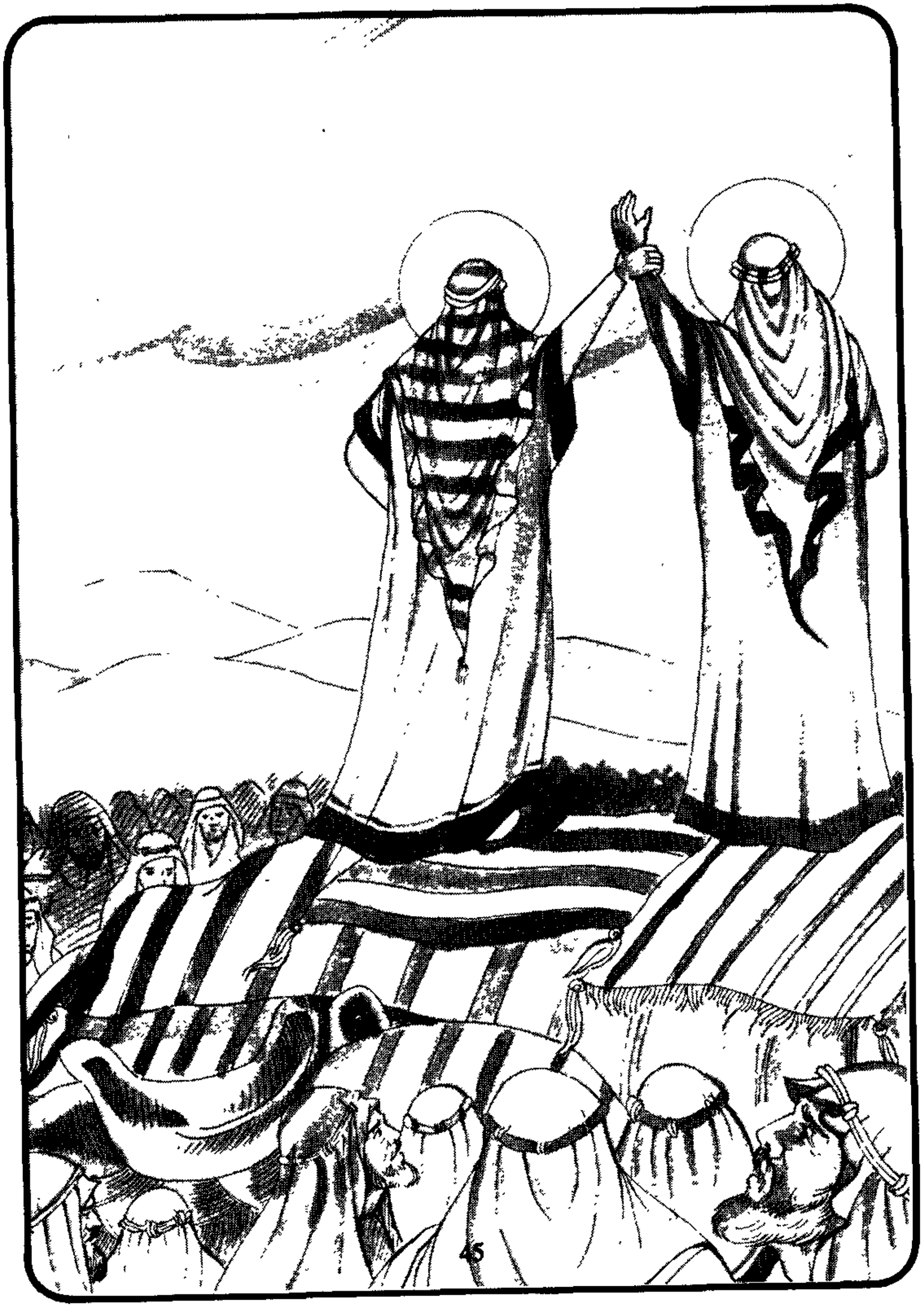

سات حکمت:

۱۔ خدا کے نزدیک بدترین عالم وہ ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔

۲۔ سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے محبت کی جاتی ہے۔

۳۔ دوسروں کا احترام کرو اور خاکساری اختیار کرو کیونکہ تواضع اور خاکساری سے انسان کی عزت بڑھتی ہے۔

۴۔ جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اپنا عہد پورا کرے۔

۵۔ جس وقت بچے ماں، باپ کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گویا خدا کی عبادت کرتے ہیں۔

۶۔ انسان کی سعادت اور نیک بختی اچھے دوستوں سے ہے۔

مختصر تعارف

نام	محمدؐ	سال تولد	واقعہ عام الفیل کے دو ماہ بعد
والد	عبداللہ	وفات	۱۱ سنہ ہجری
والدہ	آمنہ	محل وفات	شہر مدینہ
جائے پیدائش	شہر مکہ	مدفن	شہر مدینہ

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجئے

۱ ۔ بنی ہاشم کا تعلق کس قبیلہ سے تھا ؟
۲ ۔ عبدالمطلب کے زمانہ میں کون سا اہم واقعہ رونما ہوا تھا ؟
۳ ۔ دشمنی اور جنگ کی آگ خاموش کرنے کے لئے آنحضرت کی حکمت عملی کیا تھی ؟
۴ ۔ حضرت محمدؐ کس شہر میں اور کہاں نبوت سے سرفراز ہوئے ؟
۵ ۔ ہجرت کے وقت آپ کے بستر پر لیٹنے اور پیغمبرؐ پر جان قربان کرنے کے لئے کون تیار ہوا تھا ؟
۶ ۔ مدینہ میں پیامبر کے مہم اقدامات کیا تھے ؟
۷ ۔ مشرکین سے مسلمانوں کی سب سے پہلی جنگ کا کیا نام ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہوا تھا ؟
۸ ۔ جنگ احد میں مسلمانوں کی شکست کی وجہ کیا تھی ؟
۹ ۔ جنگ خندق میں پیغمبرؐ نے کسی حکمت عملی سے کام لیا تھا ؟
۱۰ ۔ جنگ احزاب میں پیامبرؐ نے بنی قریظہ کے یہودیوں کو معاف کیوں نہ فرمایا ؟
۱۱ ۔ صلح حدیبیہ میں مسلمانوں کا کیا فائدہ تھا ؟
۱۲ ۔ جنگ خیبر میں پیغمبرؐ نے کس حکمت سے کام لیا تھا ؟
۱۳ ۔ خالد بن ولید نے جنگ موتہ میں کس حکمت سے کام لیا تھا ؟

۱۴۔ فتح مکہ میں پیامبرؐ کے کن کاموں کی وجہ سے خونریزی نہ ہوئی؟

۱۵۔ جنگ حنین میں کچھ مسلمان کیوں بھاگ لئے تھے اور کیوں لوٹ آئے تھے ؟

۱۶۔ جنگ تبوک میں مسلمانوں نے کیا سازش کی تھی اور اس سلسلہ میں پیامبرؐ کا ردعمل کیا تھی ؟

۱۷۔ پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کو کس مقام پر اپنا جانشین مقرر فرمایا اور آپ کے متعلق کیا فرمایا ؟

۱۸۔ نجران کے مسیحی علماء نے پیامبر سے کیوں مباہلہ نہ کیا ؟

۱۹۔ مہاجرین و انصار کون تھے ؟

۲۰۔ مکہ کے نزدیک ایک درخت کے نیچے پیامبرؐ نے اپنے دوستوں سے جو عہد لیا تھا
اس کا کیا نام ہے اور اس کا کیا فائدہ ہوا تھا